چین...... مکمل اقتصادی منڈی ......(۱)

وزیراعظم شوکت عزیز نے اپنے حالیہ دورہ چین کے دوران پاک چین اقتصادی تعاون کے فروغ اور چین کی مصنوعات کو پاکستان میں آزادانہ درآمد کے لئے اسے مارکیٹ اکانومی کا درجہ دینے کا اعلان کیا ہے جبکہ چین کی طرف سے پاکستان میں مشترکہ سرمایہ کاری کے منصوبہ جات پر عملدرآمد کے معاہدات کے ساتھ ساتھ اس امر کی یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ پاکستان کی شنگھائی تنظیم میں شمولیت کے لئے بھرپور حمایت کرے گا' حالیہ معاہدہ کے علاوہ جنوری 2004 میں بھی چین کے ساتھ PREFERETIAL TRADE AGREEMENT (PTA) کا معاہدہ کیا گیا تھا جس کی رو سے پاکستان کی 893 اشیاء کو چائنہ میں امپورٹ ڈیوٹی کی ترجیحات دی گئیں جبکہ پاکستان نے چین کی 188 اشیاء کے لئے ٹیرف ریٹ کم کیا لیکن اس معاہدہ کی رو سے ہماری درآمدات میں تو صد فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے جبکہ سال رواں کے دوران چین کے ساتھ برآمدات میں 41 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔

دنیا کے تغیر پذیر حالات کا منظر نامہ اپنے اندر بہت ساری تبدیلیاں لا رہا ہے چین کے کھلے دروازے کی معیشت سے اس کا روایتی کمیونسٹ نظام ختم ہو رہا ہے' بین الاقوامی تعلقات میں نئی ترجیحات کا تعین ہماری معاشی ترقی اور ملکی سلامتی کے لئے بنیادی ضرورت بن رہا ہے۔ یاد رہے جون 2003 میں جب وزیراعظم واجپائی نے چین کا دورہ کیا تو دورہ کے اختتام پر جو مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا اس کے الفاظ انتہائی قابل غور اور سٹریٹیجک اہمیت کے حامل ہیں جن میں کہا گیا "طرفین کے باہمی مفادات طرفین کے باہمی اختلافات پر حاوی ہیں اور ہر دو ممالک ایک دوسرے کے لئے خطرہ نہیں ہیں۔"

چین کے ساتھ مکمل اقتصادی منڈی کا جو معاہدہ کیا گیا ہے اس کی تفصیلات بالخصوص پاکستانی صنعت کے ممکنہ نقصانات کی تفصیل میں جانے سے قبل ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے رولز 15 کے تحت فری مارکیٹ اکانومی یا سٹینڈرڈ مارکیٹ اکانومی کی جزئیات کا جائزہ لینا ہوگا جن کی رو سے 'نان مارکیٹ اکانومی تو ان ملکوں کو کہا جاتا ہے جہاں منڈی میں قیمتوں' قوت پیداوار والی ترجیحات پر عوامی سطح کی بجائے حکومتی کنٹرول ہو تاہم ان ممالک کو مارکیٹ اکانومی کا درجہ دیا جاتا ہے جو ان شرائط پر پورا اترتی ہوں' ملکی کرنسی کی غیر ملکی کرنسیوں کے ساتھ آسان شرح مبادلہ' مزدوروں کی تنخواہوں کے تعین کا انصاف پر مبنی میکنزم یعنی طلب اور رسد میں استحصال پسندی کا جذبہ نہ ہو جو مقابلہ بازی کے عنصر کو ابھارے' کم اجرتوں پر کام نہ لیا جائے' غیر ممالک کو مشترکہ اور انفرادی سرمایہ کاری کے لئے مکمل آزادی حاصل ہو' حکومت کا ذرائع پیداوار پر کنٹرول نہ ہو وسائل زر اور تمام پیداواری مصنوعات کی قیمتیں طلب اور رسد کے تابع ہوں ایسی پالیسیاں جس سے معیشت پر ناجائز دباؤ ہو اور عالمی تجارت میں برآمد کنندگان' درآمد کنندگان کو کاروبار کی مکمل آزادی ہو' گلوبلائزیشن کی نئی ترجیحات میں ان سب امور کو STANDARDIZATION OF GOVERNMENT BEHAVIOUR & LIBERALIZATION OF GOVERNMENT ENTITIES کہا جاتا ہے۔ یورپی ممالک میں سے برطانیہ 1990ء کے دوران مارکیٹ اکانومی بنا کیونکہ اس سے قبل وہاں کی لیبر پارٹی نیشنلائزیشن کی سرگرمیوں میں متحرک رہی۔

چین میں کھلی معیشت کا آغاز 1978ء میں شروع ہوا' گو کہ چین پچھلے برسوں کے دوران ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کا باضابطہ ممبر بن چکا ہے لیکن دنیا کے زیادہ تر ملک اس کو مارکیٹ اکانومی کا درجہ نہیں دے رہے جس کی بنیادی وجہ چین کا سستا ترین مال اور وہاں کی صنعتوں کو حکومتی سبسڈی کا میسر ہونا ہے۔ یورپ میں چین کی مصنوعات کی درآمد کے خلاف اب تک 500

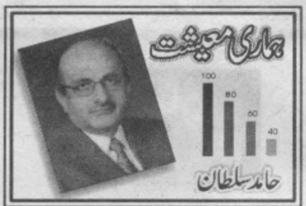

سے زائد ڈمپنگ کے مقدمات چل رہے ہیں۔ واضح رہے کہ ڈمپنگ سے مراد ایسی پیداواری لاگت ہے کہ اگر کسی بیرونی ملک کی کوئی چیز جو سستی ہو اور اندرونی منڈی کی پیداواری لاگت اس سے زیادہ ہو اور بیرونی ملک کی سستی اشیاء اندرونی مارکیٹ کو فروخت جامد کر دیں تو اسے ڈمپنگ کہا جاتا ہے۔ چین پچھلے دو برسوں سے امریکہ سے یہ مسلسل مطالبہ کرتا چلا آ رہا ہے کہ اسے مارکیٹ اکانومی کا درجہ دیا جائے لیکن اس معاملہ میں پیشرفت نہیں ہو رہی جبکہ یورپین یونین بھی چین کو مارکیٹ اکانومی کا درجہ دینے سے انکاری ہے باوجود ان حقائق کے کہ یورپین یونین چین سے سالانہ 105 بلین یورو کا مال درآمد کرتا ہے جبکہ پیپلز ڈیلی چائنہ کی ایک حالیہ اشاعت میں وضاحت کی گئی کہ یورپ کو کی جانے والی کلی برآمدات میں سے صرف 0.4 فیصد مال ڈمپنگ رولز کی زد میں آیا ہے۔ اب تک دنیا کے 25 ممالک چین کو مارکیٹ اکانومی کا درجہ دے چکے ہیں جبکہ چین کے انٹرنیشنل ٹریڈ پیرامیٹرز میں چین نے اب تک 90 ممالک کے ساتھ MOST FAVOURABLE NATION (MFN) کے معاہدات کئے ہوئے ہیں' گو کہ چین کا کمیونزم والا کردار اب ختم ہو چکا ہے اور معاشی ترقی میں اس کی شرح نمو کا جی ڈی پی دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے اس کے باوجود اس کی سیاست کا مکمل فوکس اور محور معاشی ترقی ہے جس کے اردگرد اس کی تمام پالیسیاں متحرک ہیں۔

چین نے اوپن ڈور کھلے دروازے کی معیشت کا نعرہ لگاتے ہی 1980ء کے دوران پانچ سپیشل اکنامک زون بنائے جہاں ٹیکس کی چھوٹ' محصولات میں کمی' بجلی' گیس' انفراسٹرکچر سستا ترین' غیر ملکی ماہر افرادی قوت کی ان زونوں میں داخلہ اور حرکت پذیری کی مکمل آزادی شامل تھی ان 5 زون کے بعد مزید کئی زون بھی بنائے گئے تاہم یہ پانچوں زون اقتصادی ترقی کی کلید قرار دیتے ہوئے ان کے اہداف عالمی دنیا پر واضح کئے گئے کہ کس طرح آزاد اور بنجر علاقوں کو ترقی دے کر وہاں سے چین کی 52 فیصد برآمدات کو فروغ دیا گیا۔

شین زن' گوان ڈانگ سے ملحقہ علاقہ جو 1978ء میں 20 ہزار مچھیروں کی آماجگاہ تھا 1980ء میں جب اس علاقہ کو اکنامک زون بنایا گیا تو 1980ء اور 1992ء کی درمیانی مدت کے درمیان اس علاقہ کی مجموعی پیداواری شرح 45.4 فیصد تھی اور برآمدات میں سالانہ 63.7 فیصد کے تناسب سے اضافہ ہو رہا تھا' آج پورے ایشیا میں ٹوکیو کے بعد شنگھائی اور شین زن بڑے بازار حصص ہیں یہاں کی بندرگاہ سالانہ 40 لاکھ سے زائد 20 فٹ لمبے کنٹینرز سنبھال رہی ہے جبکہ پاکستان کی دو بندرگاہیں کراچی پورٹ اور پورٹ قاسم ابھی تک سالانہ دس لاکھ ٹی ای یو کی حد تک پہنچی ہیں چین کے صرف ایک علاقہ کی ترقی کی یہ مثال ہے۔ چین کی مصنوعات کا سستا ہونا' جدت پسندی' نئی نئی مصنوعات بننے کی بڑی وجہ وہاں کی ماہر افرادی قوت ہے جس میں ملک کی پیداواری لاگت کم اور عالمی منڈی پر سبقت حاصل کرنے کی مکمل صلاحیت اور کنٹرول موجود ہے' چین کا نظام تعلیم اس قسم کی تعلیم و تربیت فراہم کرتا ہے جو وہاں کے معاشی تنوع میں رول ماڈل کا درجہ رکھتی ہے' علم و ہنر کی تربیت کے ساتھ ساتھ وہاں اجرتوں کے نرخ کم' اشیائے صرف اور یوٹیلٹی اخراجات سستے ہیں جبکہ ہمارے ہاں پچھلے ستاون برسوں کے دوران ہم یہ فیصلہ نہیں کر پائے کہ قوم کو کس قسم کا نظام تعلیم درکار ہے' دنیا انقلابات سے گزر رہی ہے کمزوروں کا خون بہایا جا رہا ہے' لاشوں پہ لاشے اٹھ رہے ہیں لیکن ہم خواب غفلت میں ہیں ہمارے ہاں آج بھی چھوٹے سیاسی بیانوں سے ملک کو چلایا جا رہا ہے' ملک میں فنی تعلیم و تربیت فقط ایک سیاسی بیان تک محدود رہا اور ہے۔ (جاری ہے)